نظرات

اگرچہ مدارس عربیہ کا وجود کبھی ایسے افراد سے خالی نہیں رہا جو علوم عربیت میں مہارت کے ساتھ عربی زبان میں تحریر و تقریر پر قادر ہوں، لیکن ایسے حضرات خال خال ہوتے تھے اور اسی وجہ سے جو علماء اس وصف میں کمال رکھتے تھے وہ طبقۂ علماء میں ممتاز ہو جاتے تھے، ورنہ عام حالت یہ تھی کہ انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب عربی کے اساتذہ اور طلبہ کو طعنہ دیتے تھے کہ ہم انگریزی پڑھتے ہیں تو اس میں بول سکتے اور لکھ بھی سکتے ہیں مگر مدارس کے اصحاب کو کچھ نہیں آتا، نہ عربی میں گفتگو کر سکتے ہیں اور نہ اس میں لکھ سکتے ہیں، اور اس میں شبہ نہیں کہ ان کا یہ کہنا بڑی حد تک غلط نہیں تھا۔

لیکن خدا کا شکر ہے آج مدارس عربیہ کا رنگ دوسرا ہی ہے، اگرچہ ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اس میں سبقت کی، لیکن اب دار العلوم دیوبند بھی کم نہیں، یہاں بھی اب ایسے طلباء کثرت سے ملیں گے جو شستہ عربی میں بے تکلف تقریر و تحریر کر سکتے ہیں اور اردو کے مضامین کی تعریب پر قدرت رکھتے ہیں، یہ وہ طلباء ہیں جو ایک دن کے لئے بھی ملک سے باہر نہیں گئے مگر ان کی کھپت عرب ممالک کے سفارتخانوں، حکومت کی وزارت خارجہ کے شعبوں، آل انڈیا ریڈیو کے عربی پروگراموں میں ہوتی ہے اور ملک میں ان کی مانگ بڑھتی ہی ہے۔ شمالی ہند اور جنوبی ہند کے بعض دوسرے مدارس بھی اس میں نیک نام ہیں۔

یہ امر اس حیثیت سے تو خوشی کی بات ہے کہ ندوہ ہو یا دیوبند یا کوئی اور مدرسہ، ان کے فارغ التحصیل طلباء کے لئے ایک نیا اور اچھا ذریعۂ معاش پیدا ہو گیا، لیکن اس سلسلہ میں چند باتیں

ہیں جن پر ایسے نوجوانوں اور مدارس کے ذمہ دار اصحاب دونوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے ،
(۱) پہلی بات یہ ہے کہ یہ ملازمتیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ان میں تنخواہ کا اسکیل خواہ کچھ ہی ہو عموماً ترجمہ یا ترجمان کی ہوتی ہیں اور ان کی حیثیت کلرکل ہے نہ کہ اکزیکٹو۔ اس بنا پر جو کچھ فائدہ ہے وہ معاشی ہے نہ علمی ہے نہ ادبی، اور نہ عہدہ و منصب کا، (۲) دوسری بات یہ ہے کہ یہ ملازمتیں اُس وقت تک نہیں مل سکتیں جب تک امیدوار انگریزی کی اچھی قابلیت نہ رکھتا ہو۔ اسی وجہ سے ان نوجوانوں کو مدرسہ میں زندگی کے سات آٹھ برس گذارنے کے بعد طالب علمی از سرِ نو شروع کرنی ہوتی ہے اور اس میں آٹھ نو برس صرف کرکے وہ انگریزی کے اعلیٰ امتحانات پاس کرنے کے لائق ہوتے ہیں، (۳) تیسری بات جو کم اہم نہیں ہے وہ یہ کہ زبان خواہ عربی ہو یا انگریزی یا کوئی اور زبان وہ کبھی مقصود بالذات نہیں ہوسکتی، وہ صرف اظہار اور ابلاغ کا ذریعہ ہے، اس لئے صرف زبان و بیان پر قدرت حاصل کرکے اس پر قانع ہوجانا ایسا ہی ہے جیسا کہ وضو کرکے فارغ ہوجانا اور نماز نہ پڑھنا۔

ان وجوہ کے پیش نظر ان نوجوانوں کو سوچنا چاہیئے کہ ان کی زندگی کا یہ ڈھنگ کیا ان کے اور خود مدارس کے بنیادی مقصد کے ساتھ ہم آہنگی رکھتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ نہیں، لیکن معاشی مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے انھیں یہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔

اس صورتِ حال کی اصلاح بجز اس کے نہیں ہوسکتی کہ مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل طلباء فراغت کے بعد جس کس مپرسی اور بیکسی کا شکار ہوتے ہیں انھیں اس سے محفوظ رکھا جائے اور کوشش اس بات کی کی جائے کہ ملک میں دینی، علمی اور تعلیمی اداروں کا جو ایک وسیع سلسلہ پھیلا ہوا ہے ان کو اور زیادہ وسیع کیا جائے اور ایسے ہونہار طلباء کو فراغت کے بعد اسی میں جذب کرلیا جائے اُن کا معاشی مکمل موجودہ زمانے کے معیار کے مطابق ہونا چاہیئے تاکہ وہ کسی [illegible]

سے اپنے مفوضہ فرائض کی تکمیل کرسکیں۔

ہم نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں دیکھا ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند مدرسہ کے ہونہار اور ذی استعداد طلبا پر کس طرح شفقت کی نظر رکھتے تھے، ان کی تربیت کرتے تھے، فراغت کے بعد ان میں مایوسی اور بیزاری کے جذبات پیدا نہیں ہونے دیتے تھے اور ان کا معاشی بندوبست کرنا بھی گویا ایک فرض سمجھتے تھے، دوسری جانب عصر سے مغرب تک یا مغرب سے عشا تک خاص خاص اساتذہ کے ہاں باقاعدہ مجلس ہوتی تھی اور طلباء اس میں شریک ہوتے تھے، ان مجلسوں سے طلباء کا ذوقِ علمی پختہ ہوتا تھا اور ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت بھی ہوتی تھی، افسوس ہے کہ آج مدارس عربیہ سے اس قسم کی روایات ختم ہوتی جارہی ہیں اور اب گویا ہمارے مدارس بھی کالجوں اور اسکولوں کی طرح اسناد اور ڈگریاں تقسیم کرنے کے کارخانے بن کر رہ گئے ہیں اور بس! "وائے گر در پس امروز بود فردائے"۔

خدا خدا کرکے پاکستان اور ہندوستان میں کتابوں اور مجلات ورسائل کی آمدورفت کی راہ کھل گئی تھی اور برہان پاکستان پابندی سے جارہا تھا اور پاکستان سے کتابیں اور مجلات ورسائل بھی ہمیں وصول ہونے شروع ہوگئے تھے، لیکن کم وبیش دو ماہ سے یہ سلسلہ اچانک منقطع ہوگیا ہے، اگست میں جتنے پرچے برہان کے پاکستان گئے تھے وہ سب واپس آگئے ہیں اور اُدھر سے بھی اب کوئی پرچہ نہیں آرہا ہے، اس کا سبب معلوم نہیں۔ یہ لکھنا اس لئے ضروری تھا کہ پاکستان سے احباب کے خطوط برہان نہ پہونچنے کی شکایت میں آرہے ہیں۔